عرب کی بیبیاں

کتب بینی۔ اور مطالعہ کیسی مفید اور دلچسپ چیز ہے؟ اس کا پتہ صرف اسی وقت چلتا ہے۔ جبکہ کتابوں اور مطبوعات کی ورق بنصیحت دل۔ خوش کن حکایت اور دلکش سوہیت نظر سے گذر جائے۔ ابھی یہ گذشتہ رات کا واقعہ ہے کہ میں ایک تازہ عربی پرچہ دیکھ رہا تھا۔ اس میں "نساء العرب" کی سرخی سے ایک ایسا دل پسند مضمون پڑھا۔ جو اپنی آپ نظیر اور ہماری مستورات کیلئے بمنزلہ اکسیر ہے اسوقت جبکہ قوم میں تعلیم نسوان کا میلان زوروں پر ہے۔ اور مردوں کی تعلیم بھی کہنے کے لئے کچھ ہو چلی ہے۔ ایسے مؤثر اقوال اور تاریخی نوادر کا ابنائے قوم اور بنات ملّت کی خدمت میں ہدیہ کرنا بہت ضروری معلوم ہوتا ہے جو ان کو خوش اخلاقی اور علم مجلس کے اداب سکھائیں اور اپنے پاک اثر سے اُن کے دلوں کو موثر بنائیں۔

تمام دنیا کے علماء و حکما ہادیان دین اور مقتداء صاف صاف لفظوں میں عورت کو رحم و محبّت نیکی اور مروّت اخلاق و اداب اور حیا اور عصمت کی پتلی کہتے۔ اور اس کو گھر کی ملکہ۔ بچوں کی مربیّہ۔ مرد کی مونس۔ دکھ درد کی شریک اور راحت و ارام کی رفیق مانتے ہیں کسی ملک کی تاریخ صدہا اس قسم کے سچّے واقعات سے خالی نہ ملیگی۔ جو عورت کے شائستہ اخلاق پاکدامنی شوہر پرستی مامتا۔ انتظامی قابلیّت خلوص بے ریا اور محبت صادقہ کے شاہد نہ ہوں ہمارے ملک ہندوستان کی قدیم و جدید تاریخ بھی ایسے حالات سے خالی نہیں۔ یہ ملک اگرچہ زمانہ دراز سے مختلف اقوام اور ادیان کی گوناگون بستی بنگئی ہے۔ اور کبھی کبھی ان ہموطنوں میں اتفاق و اتحاد کا سررشتہ برہم بھی ہوتا رہا ہے لیکن اسوقت سے نصف صدی قبل تک اہالی ہند کی مستورات میں وہ خوبیاں موجود تھیں جنکو فرقۂ نسوان کا اصلی زیور کہنا بجا ہے اور افسوس ہے کہ اس کی کمی ہمارے ملکی اور قومی آداب کو انحطاط کے گڑھے میں گراتی چلی جاتی ہے۔

عورتیں قومی اخلاق کا سرچشمہ ہیں۔ انہی کے قدرتی اطوار و عادات قوم کے رگ و پے میں جاری و ساری ہوا کرتے ہیں۔ کیونکہ عورتیں ہی اخلاق کی مربیّہ اور تہذیب نفس کی معلّمہ ہیں امام غزالی رح نامور فیلسوف اسلام اپنے رسالہ تربیّت الاطفال میں یہ ہدایت فرماتے ہیں کہ: "باپ کو اپنے بچے کی نگرانی اس کی ولادت کے وقت ہی سے کرنی چاہیئے۔ دائی اور کھلائی دیندار نیک مزاج اور اکل حلال کی خوگر عورت کو مقرر کیا جاوے ورنہ حرام خور دائی کا دودھ پی کر بچے کی سرشت میں شرارت اور خباثت کا جز ملجائیگا۔ اور وہ طبعاً بدی اور عیوب کیطرف میل کریگا"۔ پس جبکہ دودھ پلانے والی عورت میں ایسی شرطوں کا لگایا جانا ضروری ہو تو خاص ماں میں کیوں نہ اسطرح کی شرطیں لگائی جائیں جو کہ خاندان اور گھر کی بنیاد اور خوش اخلاقیوں کا سرچشمہ ہوتی ہے۔

ہمارے ملک و قوم میں جسقدر بد اخلاقی اور عیوب نظر آتے ہیں۔ ان کی بنا ہماری عورتوں کی حالت زار ہے۔ ان عیوب اور بد چلنیوں کا بار الزام زمانہ کی تہذیب و ترقی کے سر ڈالنا کبھی صحیح نہیں ہو سکتا ہماری دینی اور دنیوی پستی سب اسی کمی کا نتیجہ ہے جو ہماری عورتوں کی تعلیم و تربیّت میں پائی جاتی ہے وہ آداب شریعت کہاں ہیں؟ جو ادائے فرض کی عادت ڈالیں۔ اور ان قدرتی آداب و اطوار میں سے اب [illegible] رہگیا ہے جو آبادی عالم کے پاکیزہ اصول سکھائیں؟ پچھلے زمانہ کی بیبیاں اور اخلاق اور نیکی کی دیبیاں۔ رحم اور محبّت کی پتلیاں۔ پاکدامنی کی نمونہ۔ شوہروں کی سچّی رفیقہ مامتا کی پوری اور عقل و شائستگی میں کامل ہوتی [illegible] تھیں۔ اور اب وہ وقت آیا ہے کہ لڑکیاں تو کجا ماؤں کو بھی ان بزرگ بڑی بوڑھیوں کی پاسنگ تک نہیں پایا جاتا۔ کہیں خال خال صورتیں اب بھی کہیں کہیں دکھائی دے جاتی ہیں۔ البتہ آجکل کی عورتوں میں جو خصوصیت ہے وہ یہ ہے کہ خواہ تعلیم یافتہ ہوں یا جاہل۔ شوہروں کیلئے بلائے جان ضرور ہیں۔ زیور لباس بناؤ سنگار اپنی ذات کے لئے۔ مکان کی آرایش و زیبایش سہیلیوں کے قدوم کی غرض سے۔ اور سیر و ملاقات کے واسطے سواری ہو اور نہ ہو تو برقعہ اوڑھا اور گھر سے نکل کھڑی ہوئیں نہ اولاد کی تربیّت کا خیال اور سلیقہ ہے۔ نہ شوہر کی مزاجدانی کا ڈھنگ آتا ہے نہ انتظام خانہ داری میں کوئی کفایت اور سگھڑپن دکھا سکتی ہیں۔ بس ظاہرداری پر مٹی جاتی ہیں اور اسی کو اپنے عیوب کا پردہ پوش سمجھتی ہیں اگر ان حالات میں قوم کے اخلاق نہ بگڑیں تو جائے تعجب ہے اور انکا بگڑنا کوئی حیرت کا مقام نہیں۔ پچھلے زمانہ کی عورتوں کے زندہ نمونے یونہی خال خال ہی ملتے ہیں۔ لیکن ان کے اقوال اور اعمال بقائے دوام کا تمغہ حاصل کر چکے ہیں اور تاریخ کے صفحات قیامت تک متلاشیوں کو انکا معاینہ کراتے رہیں گے منجملہ ایسے ہی اقوال کے ایک مقولہ نصیحت ہے جو کہ عرب کے خاندان بنی تغلب کی ایک خاتون "اُمامہ بنت حرث" نے اپنی بیٹی کو اُسے شوہر کے گھر رخصت کرتے وقت کی تھی۔ اور جسکا ترجمہ حسب ذیل ہے۔

بیٹی! اگر عالی حسبی اور شائستگی کو دیکھتے ہوئے کسی کو نصیحت کرنا بُرا ہوتا تو میں کبھی یہ چند باتیں تیرے گوش گذار نہ کرتی۔ جو اس وقت کہوں گی۔ لیکن تو یاد رکھ کہ نصیحت عقلمند کیلئے یاد دہانی اور غافل کے لئے تنبیہ ہوا کرتی ہے"۔

بیٹی! اگر کوئی عورت اپنے باپ کی دولتمندی کیوجہ سے بیاہ کرنے کی پرواہ نہ کرتی۔ تو تو اسبات کی سب سے بڑھکر بے پرواہ نہ کر سکتی تھی لیکن بات یہ ہے کہ جسطرح مرد ہمارے لئے بنے ہیں۔ ویسے ہی ہم بھی مردوں کے واسطے بنائی گئی ہیں"۔

بیٹی! تو اپنے پرورش پانے اور پروان چڑھنے کے گھر سے نکلکر ایسے گھر میں جا رہی ہے جسکے ملک میں ایک شخص نجھپر بادشاہ و مالک ہوگا۔ تو اسکی لونڈی بنکر رہنا وہ تیرا مطیع غلام ہو کر رہیگا تو اس کے سامنے دس عادتوں کی پابند رہنا یہ عادتیں تیری یادگار اور کار آمد ذخیرہ بنیں گی۔ اول اور دوم یہ کہ قناعت سے اسکا ساتھ دینا۔ اور بہت اچھی فرمانبرداری کے ساتھ اس کے

ہمراہ زندگی [illegible] کرنا ۔ قناعت میں دل کو راحت ملتی ہے اور دل جلا کر رہنے سے خدا خوش ہوتا ہے ۔ سوم اور چہارم یہ کہ جن باتوں پر اسکی نظر پڑے انکا خیال رکھنا اور اس کی فکر رکھنا کہ وہ کن خوشبوؤں کو رغبت سے سونگھتا ہے ۔ خبردار اس کی نظر کبھی تیری کسی برائی پر نہ پڑے ۔ اور اس کی ناک تجھ سے کبھی اچھی خوشبو کے سوا نہ سونگھے ۔

”بیٹی! تو اس کو خوب جان لے کہ جتنے سنگار حسن کے لئے موجود ہیں ۔ ان میں سرمہ سب سے اچھا سنگار ہے اور جس کو کوئی خوشبو نہ ملے اس کے واسطے پانی سب سے بہتر خوشبو ہے ۔ یعنی صفائی اور پاکیزگی سے بہتر کوئی خوشبو نہیں ۔ پنجم اور ششم یہ کہ اس کے کھانے اور سونے کے وقت کا دل سے خیال رکھنا کیونکہ بھوک کی جو جلن بری ہوتی ہے اور اس کے دل کو مبتلا کرنا دل آزاری ہے ۔ ساتویں اور آٹھویں بات یہ ہے کہ اس کے گھر اور مال کی محافظ رہنا ۔ اور اس کے متعلقین اور ملازموں کی دلدہی کرنا ۔ اسلئے کہ مال جب ہی محفوظ رکھا جا سکتا ہے جبکہ ہر چیز کا درست اندازہ لگایا جائے اور کوئی کام بے اندازہ نہ کیا جائے ۔ اور متعلقین و لواحقین کی خاطرداری خوش تدبیری میں داخل ہے اور نویں اور دسویں باتیں یہ ہیں کہ خبردار کبھی اسکا کوئی راز فاش اور کسی امر میں اسکی نافرمانی نہ کرنا ۔ کیونکہ اگر تو اسکا راز فاش کردیگی تو خود بھی اسکی بیوفائی سے بے خطر نہ رہیگی ۔ اور اسکا حکم نہ مانیگی تو اسکا دل تیری طرف سے برا ہوگا ۔ اور یہ بڑی قباحت کی بات ہے پھر ان باتوں کے ساتھ ہی تو اس بات سے بھی بہت بچتی رہنا کہ جب وہ خوش ہو اس وقت تو رنجیدہ رہے ۔ اور جس وقت اسے رنج ہو اسوقت تو خوش نظر آئے ۔ کیونکہ پہلی عادت میں قصور اور دوسری خصلت میں بددلی اور محبت کا فتور ہے یاد رکھ کہ تو اسکی جسقدر زیادہ عزت و عظمت کریگی اسی قدر وہ تیرے موافق ہوگا ۔ اور یہ بات اس وقت تک کبھی نہ حاصل ہوگی ۔ جب تک کہ تو اسکی مرضی کو اپنی خوشی پر مقدم اور اپنی خواہش کو اس کی خواہش سے کم نہ سمجھے گی ۔ خواہ تجھکو خوشی سے ایسا کرنا پڑے یا ناخوشی سے ۔ مگر کرنا ایسا ہی ۔ میری دعا ہے کہ خدا تجھ کو نیک ہدایت دے ۔ اور تیری نیکی ٹھکانے لگا دے ۔ اب جا ۔ خدا حافظ!“

یہ ہے ایک عرب ماں کی نصیحت اپنی دانشمند بیٹی کو ۔ اب ہمیں دیکھنا چاہیئے کہ ہماری قوم میں کتنی بیبیاں ایسی ہیں ۔ جو ان عادات و اطوار کے زیور سے آراستہ ہوں؟ ہمیں تو ایسی عورتیں شاذ و نادر ہی نظر آتی ہیں ۔ ورنہ زیادہ تر ان ہدایات کے بالکل برعکس عمل کرنے والی ہیں ۔ جو خود بھی خراب ہیں اور اپنی اولاد کو بھی خراب اور خستہ بناتی ہیں ۔ ہاں اگر نیکی اور خوش اطواری کا کچھ اثر ملتا ہے تو صرف ان گھرانوں میں جہاں دینی خیالات اور خدا ترسی کے جذبات دل و دماغ میں جاگزین ہیں ۔ اور نئی روشنی کی شعاع وہاں تک نہیں پہونچی ہے ۔ اہل عرب کے خانہ بدوش اور جنگلی زندگی کے باوجود ان کی عورتیں حسن اخلاق اور عفت و عصمت میں وہ کمال رکھتی تھیں ۔ کہ آج کوئی بڑی سے بڑی عالمہ اور تربیت یافتہ عورت بھی اس بارہ میں انکی پاسنگ نہ نکلے گی ۔ ایک بادیہ نشین عرب لڑکی اپنی عقلمندی کا اظہار کرتی ہے ۔ شہر کا باشندہ دولتمند اور مہذب جوان اس کے حسن و جمال پر فریفتہ ہو کر قریہ کے چند معززین کی وساطت سے اس کو شادی کا پیام دیتا ہے ۔ اور وہ اپنے چچا سے جو اسکا ولی ہے کہتی ہے ”چچا جان! خدا نخواستہ آپ کیا ایسے غریب ہو گئے کہ میرا بار نہیں اٹھا سکتے ۔ اور مروت سے دست کش ہوئے جاتے ہیں؟ آپ مجھکو ایک ناتجربہ کار شہری لونڈے سے بیاہ دینا چاہتے ہیں ۔ جو اپنی چالبازی سے مجھے قابو میں کر کے دوسرے ہی دن مجھکو اور میری ماں تک کو گالیاں دینے لگیگا ۔ اور میری کوئی خاطر و مدارات نکریگا کیا میں ایسی حالت میں ایک دن بھی خوش اور زندہ رہ سکتی ہوں؟ ہرگز نہیں ۔ چچا جان! اللہ تعالیٰ کریم اور رزق میں برکت دینے والا ہے وہ آپ کو برکت دیگا ۔ مجھے اندھے کنوئیں میں نہ دھکیلئے ۔ واللہ میں تو ایسے شخص سے شادی کرونگی جو پختہ عمر کا مرد اور تین کامل خصلتیں رکھتا ہو ۔ یعنی عقل ۔ حسن ۔ اور زبان آوری و خوش کلامی کے زیور سے آراستہ ہو ۔ کیونکہ وہ عقلمند ہے تو میری دلدہی کریگا ۔ حسین ہے تو اسکی صورت سے مجھے دلبستگی ہوگی ۔ اور شیریں زبانی سے وہ میرا دل بہلاتا رہیگا ۔ ایسے شخص کے علم سے میرا علم ترقی کریگا ۔ اور میری سمجھ میں افزائش ہوگی ۔ ان طلبگاروں سے فرما دیجئے کہ یہ واپس جائیں خدا انپر رحم کرے اور خوش رکھے“

اللہ! اللہ! کیا ہم اس قناعت ۔ فصاحت ۔ فہم و فراست ۔ اور موزونی طبیعت کی ایک مثال بھی اپنی لڑکیوں میں دکھا سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں ۔ یہاں تو لباس اور زیور کی بیہودہ ہوس اور آرام و عشرت کی تمنا کے سوا عورتوں اور لڑکیوں میں کوئی خیال ہی نہیں پایا جاتا ۔ اور ان کے اخلاق ایسے پست ہیں کہ روز بروز ان میں خرابیاں بڑھتی چلی جا رہی ہیں ۔ جنکا مہلک زہر قومی نونہالوں میں بھی سرایت کر کے قوم کو قعر ادبار و تنزل میں گرا رہا ہے ۔ حیرت ہے کہ عرب کی ایک صحرانشین ماں اپنے فرزند کو یوں نصیحت کرے کہ: ”بیٹا خوش اخلاق لوگوں سے اچھی طرح ملنا جلنا ۔ سب کے ساتھ موافقت رکھنا ۔ نرم دلی ۔ دوستوں کی نرمی و گرمی برداشت کرنا ۔ کسی کو تکلیف نہ پہونچانا ۔ اور خداوند کریم جو کچھ رزق عطا فرمائے اسی میں سے مستحقین کو بھی بانٹ کر کھانا یاد رکھ کہ انہی باتوں سے تجھکو ہر دلعزیزی حاصل ہوگی تیرا ہر ایک مقصد پورا ہوگا اور خداوند عالم تجھے اپنے حفظ و امان میں رکھیگا“ اور ہماری مائیں اتنا بھی نہ جانتی ہوں کہ کم از کم لڑکوں کو بد اخلاقی سے باز رکھنے کی تدبیر کر سکیں !!! افسوس! حالانکہ ہم

ایڈیٹر کے متعلق میں نے کہا ہے کہ رسالہ کی ایڈیٹری پر کچھ بھی خرچ نہیں ہونا چاہیئے۔ اس کے ساتھ ہی میں یہ اعتراف کرتا ہوں کہ جس قابل بے نفس اور فرشتہ سیرت انسان کے ہاتھ میں اب رسالہ ہے۔ یعنی مخدومی مولوی شیر علی صاحب بی۔ اے ان کی خدمات کا جو کچھ بھی معاوضہ دیا جاتا ہے وہ کچھ بھی نہیں۔ اس قسم کے بے نفس آدمی خدا کے فضل ہی سے ملسکتے ہیں۔ اگر نوجوان انگریزی خوان مولوی صاحب کا ہاتھ بٹائیں اور ان کا کام صرف رسالہ میں ایک آدھ مضمون لکھنا ہو اور باقی ذمہ واری اور ہاتھوں میں منتقل ہو سکے تو مولوی صاحب کا کچھ وقت کسی دوسری خدمت کیلئے بھی نکل سکتا ہے اور ترجمۃ القرآن کی الگ مد قایم کر کے ایڈیٹر ترجمۃ القرآن کے معاوضہ کو اس مد میں ڈالدینا چاہیئے۔ اس سے ایک تو ترجمۃ القرآن کے لئے سرمایہ جمع ہوتا رہیگا یا ضرورتاً اس کے اخراجات مقبرہ بہشتی کی مد میں منتقل ہو سکیں گے اور چونکہ وہ سکرٹری شپ کے فرائض بھی ادا کرتے ہیں۔ اس لئے بہتر ہوگا۔ کہ ان کی نصف تنخواہ صیغہ انتظامی میں رکھدی جاوے اور سکرٹری پیڈ کر دیا جاوے جسطرح انجمن حمایت اسلام میں ہے۔

پھر دفتر روانگی رسالہ وغیرہ کے سایر خرچ میں بھی مناسب کمی ہو سکتی ہے اور ہونی چاہیئے۔ دوسو پانچ روپیہ سالانہ خرچ بہت زیادہ ہے سائر خرچ میں اگر میں غلطی نہیں کرتا۔ تو سوئی دھاگا۔ قلم۔ گوند۔ سیاہی۔ وغیرہ اشیاء بھی شامل ہیں۔ اور اسپر سولہ سترہ روپیہ ماہوار کا خرچ بہت زیادہ ہے۔ مہتمم صیغہ توجہ کریں گے۔ تو یہ خرچ کم ہو جائیگا۔

کلرکوں کے سلسلہ میں۔ میں مدرسہ تعلیم الاسلام ہائی سکول کی نظیر بھی پیش کرنی چاہتا ہوں۔ جہاں کام کی بہت زیادہ کثرت ہے۔ اور جہاں کا کلرک اکیلا ہی سب کام کرتا ہے اور آیندہ سال کے لئے اس بیچارے کے لئے صرف بیس روپیہ ماہوار کی گنجائش رکھی ہے۔ اب تک سے پندرہ روپیہ ہی ملتے ہیں۔ باوجودیکہ یہ تسلیم کر لیا گیا ہے۔ کہ تعلیم الاسلام ہائی سکول میں طلباء کی کثرت ہو رہی ہے اور تعداد طلبا قریباً ڈیوڑھی ہو گئی ہے اور اسی وجہ سے بورڈنگ کے عملہ میں ایزادی ہو رہی ہے۔ بورڈنگ ہوس میں بھی دو کلرک ہو چکے ہیں مگر مدرسہ میں ایک ہی کلرک ہے۔ میرا خیال ہے کہ مدرسہ کا کام میگزین کے دفتر کے کام سے زیادہ ہے پھر بھی جب وہاں ایک کلرک کام کرتا ہے۔ تو کوئی وجہ نہیں کہ دفتر میگزین میں بھی ایسی تنخواہ کے کلرک سے کام نہ لیا جاوے۔

غرض محرروں کے عملہ میں کمی ہونی چاہیئے۔ میں اسپر اب زیادہ بحث نہیں کرنی چاہتا۔ بہرحال اشاعت اسلام کے صیغہ میں اخراجات کو اعتدال پر لانے کی کوشش کیجاوے۔

اب اسکے بعد دفتر مقبرہ پر نظر کی جاتی ہے ایک وقت تھا کہ دفتر مقبرہ کے محرر کی عدم ضرورت پر بڑی بحث ہوئی اور وہ انجمن کے روئدادوں اور ریکارڈوں میں موجود ہونی چاہیئے۔ مگر اب ایک محرر پندرہ ۱۵ روپیہ ماہوار کا موجود ہے۔ مقبرہ بہشتی میں سالگذشتہ کی آمدنی تخمینہ چھ ہزار کیا گیا تھا۔ جس میں صرف دو ہزار سات سو بتیس روپیہ آمدنی ہوئی۔ اور خرچ ۱۳۶۹ روپیہ ہوا۔ سال آئندہ میں آمدنی تو چار ہزار تجویز کی ہے۔ اور خرچ دو ہزار سات سو بیاسی جو سالگذشتہ کے مجوزہ خرچ تین ہزار بائیس کے مقابلہ میں سو کے قریب کم ہے۔ آمدنی میں تو $\frac{1}{3}$ کی کمی اور خرچ میں $\frac{1}{11}$ کی کمی یہ نسبت غیر معقول ہے۔

اخراجات مقبرہ میں بھی اگر $\frac{1}{3}$ کی نہیں تو کم ازکم $\frac{1}{4}$ کی کمی ہونی چاہیئے تھی۔ میں تو اس اصول کو نہیں سمجھ سکتا۔ جس پر بجٹ طیار ہوا ہے۔ مگر قیاس ہو سکتا ہے کہ اس امر کو ملحوظ نہیں رکھا گیا۔ کہ آمد اور خرچ کے لئے کوئی موازنہ قایم ہو۔

مقبرہ بہشتی کی ذیل میں [illegible] تبلیغ کے لئے بہت بڑی [illegible] واعظین کی ہے اور اس کی ہی [illegible] اس کو پورا کرنا چاہیئے۔ میں [illegible] واعظین پر خرچ کیا جائیگا۔ اس سے زیادہ [illegible] بھی کرلائیں گے اور تبلیغ عام [illegible] گی۔ اضلاع منتخلہ اور سنٹرل [illegible] واعظین کے بھیجے [illegible] اور اس مد میں [illegible] میں نے مختصر طور پر [illegible] بحث ہو سکتی ہے احمدی انجمنیں [illegible] وہ لوگ بجٹ پر رائے زنی کریں گے [illegible]

من از ہمدردی [illegible]
خردا [illegible]

خطبہ نبویہ بابت رمضان شریف

رمضان شریف کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک خطبہ [illegible] کیا ہے میں نہایت [illegible] اس خطبہ کو رمضان شریف کے متعلق [illegible] کی بجائے درج کرنا پسند [illegible]

عن سلمان الفارسیؓ	[illegible]
قال خطبنا رسول اللہ	[illegible] کہ جناب رسول
صلے اللہ علیہ وسلم فی	[illegible] علیہ وسلم نے
یوم من شعبان فقال	[illegible] آخری روز
یایھا الناس قد اظلکم	[illegible] جس میں زمایا
شھر عظیم شھر مبارک	[illegible] بہت بڑا بابرکت
شھر فیہ لیلۃ خیر من	مہینہ [illegible]
الف شھر جعل اللہ صیامہ	[illegible] میں ایک شب
فریضۃ وقیام لیلہ تطوعاً	[illegible] ہے جو عبادت کے
من تقرب فیہ بخصلۃ	[illegible] ہزار مہینے سے
من الخیر کان کمن	[illegible] ہے۔ [illegible]

ادی فریضۃ فیما سواہ ومن ادی فریضۃ فیہ کان کمن ادی سبعین فریضۃ فیما سواہ وھو شھر الصبر والصبر ثوابہ الجنۃ وشھر المواساۃ وشھر یزاد فیہ رزق المومن من فطر فیہ صائما کان لہ مغفرۃ الذنوبہ وعتق رقبۃ من النار وکان لہ مثل اجرہ من غیر ان ینقص من اجرہ شیٔ قلنا یا رسول اللہ لیس کلنا نجد ما نفطر بہ الصائم فقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یعطی اللہ ھذا الثواب من فطر صائما علی مذقۃ لبن او تمرۃ او شربۃ من ماء ومن اشبع صائما سقاہ اللہ من حوضی شربۃ لا یظما حتی یدخل الجنۃ وھو شھر اولہ رحمۃ و اوسطہ مغفرۃ واخرہ عتق من النار ومن خفف عن مملوکہ فیہ غفر اللہ لہ و اعتقہ من النار (مشکوۃ کتاب الصوم)

اس مہینے کے روزے تم پر فرض کئے گئے ہیں اور رات کو قیام بغرض تراویح تمہارے لئے کار ثواب ہے جو کوئی اس مہینے میں کوئی کار خیر بطور نفل کے کرے دوسرے مہینوں میں فرض ادا کرنے والوں کے برابر ہے اور جو کوئی اس میں کوئی فرض ادا کرے وہ دوسرے دنوں میں ستر فرض ادا کرنیوالے کے برابر ہے یہ مہینہ صبر کا ہے اور اس صبر کا عوض جنت ہے اور یہ مہینہ باہمی سلوک کا ہے اس مہینے میں مومن کا رزق[1] بڑھ جاتا ہے جو کوئی کسی روزہ دار کو افطار کرا دے (یعنے روزہ کھولنے کے وقت اس کو کچھ کھلاوے) اس کے گناہوں کی بخشش ہوگی اور اسکی گردن جہنم کی آگ سے رہا کیجاویگی اور اس کو بھی روزہ دار جتنا اجر ملیگا بغیر اس کے کہ روزہ دار کے ثواب سے کچھ کمی ہو ہم (صحابہؓ) نے عرض کیا کہ حضور ہم میں سے ہر ایک کو یہ وسعت نہیں کہ روزہ دار کو کھانا کھلا سکیں حضور صلعم نے فرمایا اللہ تعالےٰ اس شخص کو بھی یہ ثواب دیگا جو روزہ دار کو ایک گھونٹ دودہ کا یا ایک کھجور یا پانی کا گھونٹ پلائے ہاں جو شخص روزہ دار کو شکم سیر کرے اللہ تعالےٰ اس کو میرے حوض سے ایسا پانی پلاویگا۔ کہ میدان حشر سے فارغ ہوکر جبتک وہ جنت نہ جائے پیاسا نہ ہوگا۔ (یہ بھی فرمایا) اس مہینے کے اول میں رحمت ہے اور درمیان میں بخشش ہے اور آخر میں (روزہ داروں کی جہنم سے ازادی ہے جو کوئی اس مہینے میں اپنے ماتحت اور نوکر سے کام میں (بسبب اس کے روزے کے) تخفیف کرے اللہ تعالےٰ اسکو بخش دیگا۔ اور اس کی گردن آگ سے آزاد کردے گا + انتہیٰ

بعض لوگ روزہ صرف اسی چیز کو سمجھتے ہیں۔ کہ کھانے پینے سے موہنہ بند ہو۔ باقی جو چاہیں کریں۔ گالی گلوچ بکیں۔ غیبت کریں۔ فحش قسم کے گیت گائیں وغیرہ وغیرہ پس ایسے لوگوں کو اس حدیث سے مطلع رہنا چاہیئے۔ کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:۔

قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من لم یدع قول الزور والعمل بہ فلیس للہ حاجۃ فی ان یدع طعامہ وشرابہ (رواہ البخاری)

جو کوئی روزہ رکھکر جھوٹ بولنا اور بد عملی کرنا نہ چھوڑے خدا کو اس کی بھوک پیاس کی حاجت نہیں۔ یعنے اوس کا روزہ قبول نہیں (روایت کیا اس کو بخاری نے) منہ

پس مسلمانوں کو چاہیئے کہ اپنے روزہ کو محفوظ رکھیں اور محنت شاقہ کو ناحق ضایع نہ کریں۔

[1] رزق سے مراد حصہ ہے قرآن مجید میں ہے۔ وَتَجْعَلُونَ رِزْقَكُمْ أَنَّكُمْ تُكَذِّبُونَ۔ یعنے اے مشرکو! تم اپنا حصہ تکذیب ہی بناتے ہو۔ مطلب یہ ہے کہ مومن کے نیک اعمال کا حصہ بڑہ جاتا ہے۔ منہ۔

عید فنڈ کیلئے ابھی سے فکر کرو

رمضان المبارک کی آمد عید کے آنے کا پیش خیمہ ہے۔ اس لئے میں ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ اسی اخبار میں عید فنڈ کی تحریک کروں۔ مجھے زیادہ کہنے کی حاجت نہیں اور صرف الفاظ میں حقایق پسند قوم کے سامنے تحریکیں کرنا کچھ مفید ہو سکتا ہے۔ اگر ہماری قوم بھی الفاظ پرست اور چکنی چپڑی باتوں ہی سے متاثر ہو سکتی ہے تو یہ افسوسناک امر ہوگا۔ مدرسہ کے مساکین اور یتامی کی اعانت کی یہ ایک سبیل ہے اور ایسے موقعہ پر کہ ہم بہت کچھ اپنی اور اپنے بچوں کی خوشی کے لئے خرچ کرتے ہیں۔ ایک روپیہ عید فنڈ کے لئے دیدینا کچھ بڑی بات نہیں میں نے کسی دوسری جگہ بجٹ پر ریمارک کرتے ہوئے بھی عید فنڈ کے متعلق لکھا ہے کہ کم از کم اس عید پر دو ہزار روپیہ تو جمع ہو جانا چاہیئے۔ اور اگر احمدی انجمنیں اس امر کا انتظام کرلیں کہ وہ اپنے تمام ممبروں سے یہ چندہ وصول کریں۔ تو کچھ بھی شک نہیں کہ دو ہزار سے زیادہ ضرور وصول ہو جائے بہر حال احباب کو ابھی تحریک کرنی چاہیئے۔ اور عید فنڈ کی وصولی میں کوشش کا کوئی پہلو اٹھا نہیں رکھنا چاہیئے۔

صدقہ فطر بھی مساکین کے لئے یہاں بھیجنا چاہیئے اور بہتر ہوگا کہ یہ رقوم ۲۷ رمضان تک قادیان میں پہونچ جاویں۔

صدقہ فطر کے متعلق میری رائے ہے کہ صدقات امام کے ہاتھ میں جانے چاہئیں اور پھر جہاں وہ مناسب سمجھے خرچ کرے۔ یہ مہینا ویسے بھی صدقات کا مہینہ ہے۔ بعض لوگ کسی عذر کی وجہ سے روزہ نہ رکھ سکنے کا فدیہ دیتے ہوں گے۔ وہ یہاں امام کے پاس بھیجدیں اور اور صدقات جو آجکل کئے جاویں وہ بھی امام ہی کے پاس آنے چاہئیں۔ احباب توجہ کریں۔

کرنا تہا کہ آیندہ سال کے لئے تخمینہ کم کیا جاوے۔ مگر اشاعت اسلام جیسی ضروری مد میں یہ کمی افسوس ناک ہے۔ اسلئے قوم کا فرض ہے کہ وہ توجہ کرے۔ اور یہ کمی آمدنی اس مد میں اعانت اور رسالہ کی خریداری کی کثرت سے پوری ہو سکتی ہے تخمینہ شدہ آمد کے نصف سے بھی کم وصول ہونے کیوجہ سے مجوزین بجٹ مجبور ہیں کہ کم آمدنی کا اندازہ کریں۔

(**ج**) مقبرہ بہشتی کی آمد میں سالگذشتہ کے مقابلہ میں دو ہزار کم کا تخمینہ کیا گیا ہے۔

(**د**) جایداد کی مد میں سب سے زیادہ بیشی ہوئی ہے۔ اور آمدنی جایداد بھی سالگذشتہ کے بجٹ کے مقابلہ میں دس ہزار کے قریب کم ہوئی ہے۔ تاہم آیندہ سال کے لئے اسّی ہزار چھ سو روپیہ تخمینہ کیا گیا ہے خدا کرے کہ اس سے بھی زیادہ آمدنی اس میں ہو +

باقی مدّات کی آمدنی میں اضافہ تجویز کیا گیا ہے۔ خدا کرے کہ ایسا ہی ہو۔ اب اخراجات کے بجٹ پر غور کرنا چاہیئے اور اس میں سب سے اول میں صیغہ جایداد کو لیتا ہوں۔

صیغہ جایداد۔

سب سے اہم صیغہ بجٹ میں جس پر ہمیں غور کرنی چاہیئے وہ صیغہ جایداد ہے۔ صیغہ جایداد کی آمدنی جو گذشتہ سال میں تخمینہ کی گئی تہی۔ وہ ترپن ہزار تہی۔ اور ۳۰ ستمبر ۱۹۱۰ء تک جسقدر آمدنی اس میں یقین کی گئی ہے اسکی تعداد تینتالیس ہزار آٹھ سو روپیہ ہے۔ گویا آمدنی تخمینہ شدہ سے قریبًا دس ہزار کے کم ہے اور سال آئندہ کے لئے یہ آمدنی بقدر اسّی ہزار چھ سو روپیہ ہے (**اللھم زد فزد**) اس آمدنی کی مد میں ایک مد سٹور کی ہے۔ جسے شاخ صنعتی کے ضمن میں رکھا گیا ہے ۲۵ ہزار اسکی آمدنی ہے اور ۲۵ ہزار تین سو خرچ دکھایا گیا ہے +

اب ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اس صیغہ جایداد کی قابل غور قوم پر توجہ دلائی جاوے انجمنوں کو بجٹ کے پاس کرتے وقت اسکا لحاظ رکھ لینا ضروری ہے صیغہ جایداد کی ضمنی مدّات میں۔ ایک مد **باغیچہ مقبرہ بہشتی** بھی ہے۔ مقبرہ بہشتی کے باغیچہ کی آمد کا سالگذشتہ میں ۲۰۰ تخمینہ کیا گیا تہا۔ جس میں سے چالیس وصول ہو چکے ہیں۔ اور جولائی اگست ستمبر کے لئے ۶۰ کا تخمینہ آمد کا ہے جو گویا گذشتہ نو ماہ کے مقابلہ میں ان تین مہینوں کی آمدنی ڈیوڑہی امید کی گئی ہے۔ لیکن اگر ان مہینوں میں یہ اس قدر آمدنی ہی ہو جاوے تو بھی سالگذشتہ کی آمدنی سو روپیہ ہوتی ہے اور سال آئندہ کے لئے اس آمدنی کا تخمینہ بھی دو سو ہی کیا گیا ہے۔ قابل غور یہ امر ہے کہ مقبرہ بہشتی کے باغیچہ پر سالانہ خرچ کیا ہوتا ہے؟ اور آئندہ کیا خرچ کرنا تجویز کیا ہے؟ سالگذشتہ میں مقبرہ بہشتی کے باغیچہ پر ۴۷۸ روپیہ خرچ ہوئے ہیں۔ جو آمدنی سے قریبًا پانچ گنا ہیں اور سال آئندہ کے لئے یہ خرچ ۶۱۶ روپیہ تک بڑہا دیا گیا ہے۔ اگر دو سو روپیہ سالانہ آمدنی بھی باغیچہ کی ہو تو بھی خرچ دو سو کے اندر ہونا چاہیئے۔ نہ کہ اس سے سہ چند۔ پس اسحالت میں ضروری ہے کہ اس خرچ کو کسی طرح دو سو سے نیچے گرایا جاوے یا کم از کم آمد خرچ برابر رکھا جاوے۔ مقبرہ بہشتی کے لئے دو مالی تیرہ روپیہ اور دس روپیہ ماہوار کے تجویز کئے گئے ہیں۔ جو بالکل نامناسب اور غیر ضروری ہیں۔ اسلئے انجمنوں کو مقبرہ بہشتی کی آمد اور خرچ کے سوال پر غور کرنا چاہیئے اور آمد و خرچ کو برابر کرنے کی کوشش کی جاوے۔ یہ تفصیل وہ بجٹ کے صفحہ ۲۳ پر پائیں گے۔

اسی صیغہ میں درختان اراضی مدرسہ ہیں۔ ان پر بھی ۶۶۰ روپیہ سالانہ خرچ تجویز کیا گیا ہے سالگذشتہ میں ۲۰۴ روپیہ خرچ ہوا ہے۔ اس خرچ کی بڑہانیکی وجہ بتائی گئی ہے کہ یہ درخت کسی وقت انشاءالله اپنے خرچ کو پورا کر لیں گے اور چونکہ ابتدائی حالت ہے اسلئے یہ خرچ گو زیادہ ہے مگر قابل اعتراض نہیں ہے۔ اسلئے میں یہ کہونگا کہ گذشتہ سال کے خرچ سے زیادہ بڑہانیکی ضرورت نہیں جبکہ بہت بڑا حصہ درختوں کا لگ بھی چکا ہے۔ اور اگرچہ یہ درخت سردست کوئی فائدہ نہیں دیسکتے اور کوئی صورت آمدنی کی انسے پیدا نہیں ہو سکتی تاہم گہاس کی فروخت سے کچھ نہ کچھ آمدنی ضرور ہو سکتی ہے۔ پس درختاں اراضی مدرسہ اور باغیچہ مقبرہ بہشتی کے اخراجات جو سال آیندہ میں ۱۲۷۶ تجویز کئے گئے ہیں۔ ان میں یہ ترمیم ہو سکتی ہے مالی (۱۲۰ روپیہ) آبپاشی (۲۰۰ روپیہ) متفرق (۲۰۰) کل ۵۲۰۔ اسطرح اس میں کم از کم سات سو روپیہ کی گنجایش نکل آتی ہے۔ اگرچہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ بجٹ میں صرف گنجایش ہے یہ ضروری نہیں کہ اسقدر خرچ بھی ہو کہا جا سکتا ہے کہ جب فی الواقعہ تہوڑے صرف سے کام نکل سکتا ہے تو اسقدر گنجایش کی ضرورت ہی کیا ہے؟

پھر صیغہ جایداد میں دو بڑی تبدیلیاں ہوئی ہیں ایک بنئے انتظام جایداد کی مد کو انتظام مد تعمیر میں شامل کر دیا گیا ہے۔ اور اسطرح بجٹ کی اس میں ۶۲۰ کی اصل اخراجات میں کمی دکہائی گئی ہے یا یہ کہو کہ ۲۳۵ روپیہ سالانہ تخمینہ بجٹ اس مد کا کم کر دیا گیا ہے۔ بظاہر یہ بڑی خوشی کی بات ہے لیکن دوسری طرف سٹور کی مد میں ۳۰۰ سالانہ کے زاید اخراجات منظور کر لئے گئے ہیں۔ جس سے یہ کمی کمی نہیں رہتی بلکہ بجٹ کے لحاظ سے ۶۵ کی بیشی اور اصل اخراجات سالگذشتہ کے مقابلہ میں ۲۱۷ سالانہ کی بیشی ہے اس تفرقہ کو بجٹ شایع کردہ کے صفحہ ۲۳ کی ضمنی مد سٹور اور صفحہ ۱۲ کی ضمنی مد انتظام جایداد سے مقابلہ کیا جاوے۔ سردست یہ تبدیلیاں قابل لحاظ ہیں۔

پھر **صیغہ تعلیم ہے**۔ تعلیم کی آمد اور خرچ کے بجٹ میں صرف اٹہارہ روپیہ کا فرق ہے۔ جو خلاصہ بجٹ کے ملاحظہ سے معلوم ہوتا ہے۔ یعنے خرچ آمد سے بقدر ۱۸ روپیہ سالانہ کے زیادہ ہے۔ اگرچہ یہ صرف ڈیڑہ روپیہ ماہوار کی بیشی ہے۔ مگر امید ہے کہ آخری مرتبہ بجٹ کے پاس ہونے پر اسکو بھی کم کر دیا جاویگا اور آمد و خرچ

اگر خرچ آمد سے کم نہیں تو کم از کم برابر ہی رکھا جاوے۔

اشاعت اسلام۔ اس مد کے متعلق بھی بہت غور اور فکر کی ضرورت ہے۔ اشاعت اسلام ہی سلسلہ کا اصل کام ہے۔ اسکے آمد اور خرچ کے مختلف صیغہ جات پر نظر کرنا بہت ضروری ہے اور اخراجات کی مد پر آمد کے مقابلہ میں بہت غور کرنا چاہیئے۔ کیونکہ آمد تو قریباً ظنّی ہوتی ہے۔ اور اخراجات بالمقابل یقینی۔ چنانچہ جب ہم آمد کے صیغہ پر نظر کرتے ہیں تو گذشتہ سال میں سترہ ہزار چھ سو اکانوے (۱۷۶۹۱) تجویز کیا گیا تہا۔ وہ سال گذشتہ میں ۹۸۴۴ ہوا۔ جو آمد سے قریباً ڈیوڑھا ہے ہم کو اس حیثیت سے کہ اشاعت اسلام کی مد میں اسقدر خرچ کیا گیا خوش تو ہونا چاہیئے لیکن جب یہ دیکھا جاتا ہے کہ وہ آمدنی سے قریباً ڈیوڑھا ہے۔ تو افسوس ہوتا ہے۔ اوّل تو تخمینہ بجٹ میں اس امر کو مدنظر رکھنا چاہیئے تہا کہ وہ آمدنی سے بڑھے نہیں۔ لیکن اگر ایسا اندازہ کرنے میں سہل انگاری ہوئی تو گذشتہ تجربہ سے آئیندہ فائدہ اُٹھانا ضروری ہے۔ سال آئیندہ کے لئے اشاعت اسلام کی آمدنی صرف چودہ ہزار اور خرچ چودہ ہزار ایکسو دس روپیہ تجویز کیا ہے۔ کیوں اصولی غلطی کا پہلے ہی انسداد نہ کیا جاوے۔ اور خرچ آمد سے کم کر دیا جاوے۔ اگر آمدنی چودہ ہزار تخمینہ کی ہے جو سال گذشتہ میں ساڑھے چھہ ہزار کے قریب ہوئی۔ تو اگر اس سال میں چودہ ہزار پوری بھی ہو جاوے تو بھی خرچ کسی صورت میں بارہ ہزار سے۔ زیادہ نہیں ہونا چاہیئے اور اصولی رنگ میں تو سال آئیندہ کا خرچ چھہ ہزار پانچسو انتالیس روپیہ سے زیادہ نہیں ہونے دینا چاہیئے کیونکہ اسقدر آمدنی کے لئے ایک طرح یقین اور وثوق کیا جاسکتا ہے۔ اس لئے احمدی انجمنوں کے قابل غور یہ امر ہونا چاہیئے۔ کہ اس مد کے اخراجات مناسب ترمیم کریں۔

لام کی مد میں صرف عملہ تصنیف و تالیف (جس میں ایڈیٹر نائب ایڈیٹر اور چپراسی کو شامل کیا گیا ہے) کا خرچ سالانہ تین ہزار ایک سو بیس روپیہ ہے جس کے مقابل میں صرف فروخت رسالہ و اشتہارات متعلقہ کی آمدنی جو اخراجات کا جزو اعظم ہونا چاہیئے چار ہزار آٹھ سو تین روپیہ ہے اور اسطرح پر صرف اٹھارہ سو روپیہ کے قریب باقی اخراجات کے لئے بچتا ہے۔ بحالیکہ موقت الشیوع پرچوں کی طبع کا خرچ صرف ۴۳۳۱۔ روپیہ ہے اور عملہ انتظام کا خرچ ۶۳۸ روپیہ سالانہ ہے اسطرح پر کاغذ کی قیمت جو پانچسو کے قریب ہے اور سائر خرچ قریباً تین سو روپیہ کے اور چھہ سو کے قریب ٹکٹوں کا خرچ مزید برآں ہے۔ ان تمام رقومات پر جو اشاعت اسلام کی مد میں صفحہ ۱۶ و ۱۷ و ۱۸ پر دیکھی جا سکتی ہیں غور کریئے صاف معلوم ہو سکتا ہے کہ اخراجات آمد سے بہت بڑھے ہوئے ہیں۔

اشاعت اسلام کی ایک ایک مد پر اگر ہمارے احباب غور کریں گے۔ تو انہیں معلوم ہوگا کہ خرچ کس طرح پر بڑھا ہوا ہے میں نے اوپر رسالہ کی آمد خرچ کو دکہایا ہے۔

اسی طرح پر دوسری مدات کے جزوی امور پر اگر بحث کیجاوے تو معلوم ہوگا کہ خرچ زیادہ ہے۔ اس حالت میں غور طلب امر یہ ہے کہ کیا کوئی ایسی صورت ہوسکتی ہے۔ جس سے یا تو اخراجات کم کئے جاویں یا آمدنی میں بیشی ہو۔ اشاعت اسلام کی کل مدات کی آمدنی ۶۵۳۹ دکہائی گئی۔ ہے لیکن جب اسکی دی ہوئی تفصیل پر جو صفحہ ۲ پر دیگئی ہے غور کرتے ہیں تو وہ اس سے مطابقت نہیں کہاتی۔ حساب کے معاملہ میں اس قسم کی سہل انگاری کبھی قابل تعریف امر نہیں ہوسکتی۔ اسلئے کہ جو حساب ہمارے ہاتھوں میں دیا گیا ہے اور سکرٹری ناظر اور محاسب کے دستخطوں سے دیا گیا ہے اسے ہم صحیح یقین کرتے ہیں۔ اور کرنا چاہیئے۔ لیکن جب اسکے اندراجات باہم مطابقت نہ کہائیں تو یہ قابل افسوس امر ہے مثال کے لئے اشاعت اسلام کی آمدنی جو خلاصہ میں دیگئی ہے اور اس کی تفصیل جو مد اشاعت اسلام میں دیگئی ہے۔ اسکا مقابلہ کر کے دیکھہ لیا جاوے

بہرحال اشاعت اسلام کی مد میں بھی اخراجات آمد سے بڑھے ہوئے ہیں۔ اور یہ ضروری امر ہے۔ کہ اخراجات کو ایسے پیمانہ پر لایا جاوے جو آمد سے وہ بڑھنے نہ پاویں جو اصول بجٹ میں مدنظر رہنا چاہیئے وہ کم از کم اخراجات کے لئے آمدنی کے ثلث یا نصف کے برابر ہو اور زیادہ سے زیادہ برابر یہ کہ آمدنی سے ہی بڑھ جاوے اسطرح پر انجام جو کچھ ہوتا ہے وہ ظاہر ہے میری سمجھ میں اس مد کے اخراجات میں کمی کے لئے ہمارے نوجوان احباب کو قربانی کی ضرورت ہے۔ اگر رسالہ کے ایڈیٹری کے لئے کچھ خرچ نکرنا پڑے۔ اور دوسرے عملہ میں مناسب ترمیم ہو جاوے تو کمی ایک حالت تک ہو سکتی ہے۔ مثلاً دو محرر ہیں۔ انکی بجائے ایک محرر کافی ہے دفتر روانگی میں جو کام ہے وہ اسقدر ہوتا ہے کہ مہینے میں ایکمرتبہ رسالہ روانہ کر دیا۔ جس کی چٹیں چھپی ہوئی ہوتی ہیں۔ اور روزانہ خطوط کی تعمیل کر دی اور اگر دو محرر ہی ضروری ہوں۔ تو بھی صرف ۱۵ ۱۵ روپیہ ماہوار پر انٹرینس پاس ملسکتے ہیں اور گورنمنٹ اپنے دفاتر میں انہیں ابتدائی تنخواہوں پر لیتی ہے۔ ایک ماہواری رسالہ کا کام ہفتہ وار اخبار کے مقابلہ میں بہرحال کم ہوتا ہے۔ اسلئے کہ جہاں اخبار کو مہینے میں چار بار روانہ کرنا پڑتا ہے۔ وہاں رسالہ ایکبار میں الحکم کا ذکر نہیں کرونگا کیونکہ میرے دوست اسکا جواب دینے میں شاید اور راہ اختیار کریں۔ اسلئے بدر کو پیش کرتا ہوں۔ وہاں صرف ایک اسسٹنٹ یہ تمام کام کرتا ہے اور ضرورتاً مضمون بھی لکھتا ہے اور کاپیاں اور پروف بھی پڑھتا ہے۔ اور وی پی بھی لکھتا ہے۔ میگزین کے دفتر میں بالمقابل دو کلرک ہیں اور وی پی کا کام دفتر محاسب میں ہے۔ ان حالتوں میں دفتر میگزین میں دو کلرک بالکل غیر ضروری ہیں صرف ایک سے کام چلسکتا ہے اور چلنا چاہیئے۔

۳۰ لاکھ عیسائی بنانیکی تجویز

آتش افتاد ست در رختش بخیزید اے یلاں
دیدنش از دُور کارِ مردمِ دیندار نیست

دجّالی فتنہ جس کو ہم مشنری فتنہ سے تعبیر کرتے ہیں اپنی سرتوڑ کوششوں میں نت نئے دن نئے منصوبے کر رہا ہے۔ اور تعجب نہیں افسوس کا مقام ہے کہ مسلمان ان تمام تدابیر اور منصوبوں کو دیکھتے ہوئے بھی خاموش ہیں اور اسکی اصلاح اور انسداد کے لئے ذرہ بھی فکر نہیں کرتے۔

آئے دن ملک میں نت نئی انجمنیں اور نئی سوسائٹیاں مسلمانوں میں قایم ہوتی جاتی ہیں۔ مگر **مذہب** جیسی ضروری شے سے جو ان کی تمام ترقیوں کا سرچشمہ ہے۔ غفلت بڑھ رہی ہے میں نے الحکم کی کسی پچھلی اشاعت میں بتایا تھا۔ کہ بعض خانہ بدوش قومیں بلّاد وغیرہ مسلمان کہلاتی ہیں۔ اور ارکان اسلام سے محض ناواقف اور نابلد ہیں۔ اگر کوئی جماعت ایسی پرجوش اور صاحب واعظین کی اُٹھ کھڑی ہو جو ان لوگوں میں جاکر کام کرے تو ایک بہت بڑی قوم مسلمان ہو سکتی ہے۔ بجائے عام مسلمانوں کو خطاب کرنا دوسری انجمنوں اور تحریکوں کے بانیوں اور کارکنوں سے اپیل کرنا۔ مگر جب میں دیکھتا ہوں کہ وہ قوم جو اپنی بعثت کی غرض ہی **اشاعت و حفاظت** اسلام رکھتی ہے اور اعلان کرتی ہے۔ اس بات سے غافل ہے تو کسی اور کو کیا کہا جاوے۔

مسلمانوں میں دنیوی بیداری کی روح پیدا کرنے والے اگر اپنے ہی نکتہ **خیال** سے ان قوموں کو دیکھتے تو انہیں آج سے بہت عرصہ پہلے اٹھ کھڑے ہونا چاہیئے تھا اور ان ہزار اور لاکھوں کی تعداد میں خانہ بدوش پھرنے والے مسلمانوں کے گروہ کو ایک کارآمد گروہ بنانیکی فکر گو ضروری تھی مگر یہ کسقدر افسوس کی بات ہے۔ کہ ایک **مفید** اور **ضروری تحریک** کو **مسلمان اخبارات** - نا احمدی اخبارات بھی جو خالص مذہبی پرچے کہلانیکے مدعی ہیں۔ باوجودیکہ انہیں متوجہ کیا گیا۔ چوں تک نہیں کرتے۔ اور ان کے کان پر جوں تک نہیں چلتی۔ اس قسم کی بےحسّی اگر خدا ہی کا فضل ہو تو مسلمانوں کے لئے سخت نحوست کا باعث ہوگی۔

اسلامی اخبارات اور دوسرے **احمدی اخبارات** اس فروگذاشت کا کوئی جواب نہیں دے سکتے۔ کہ کیوں وہ اپنے **اخبارات** کے ذریعہ اس تحریک کو عام کرنے کے لئے قدم نہیں اُٹھاتے۔ کہ **ان خانہ بدوش اقوام** کو مسلمان اور **مفید مسلمان** بنانیکے لئے کوشش کیجاوے اگر اس مضمون کے بعد بھی وہ **خاموش** رہیں تو یقیناً

یاد رکھیں کہ وہ عنداللہ قابل الزام اور زیر حجت ہیں۔

انڈیا میں دوسری قوموں کے اندر جو بیداری کی روح کام کر رہی ہے اس سے سبق لو۔ اور اس موقعہ کو ہاتھ سے نہ دو۔

میں نے یہ بھی بتایا تھا۔ کہ ایک طرف آریہ لوگ شدھی کے لئے زبردست کوشش کر رہے ہیں۔ اور انہوں نے ہزاروں ایسے آدمیوں کو جو ہماری ہی غفلت کیوجہ سے مسلمان کہلاکر بھی اسلام سے واقف نہ تھے۔ اسلام سے نکال لیا ہے دوسری طرف انہوں نے ان قوموں کو جو **ذلیل اقوام** سمجھی جاتی ہیں۔ اُٹھاکر عظمت کے پلیٹ فارم پر لاکھڑا کیا ہے اور اس طرح اس خطرہ سے (جو **ان کے عیسائی یا مسلمان** بننے کا تھا) انہیں نکال لیا مگر ہم ہیں کہ **مست خواب گراں** ہیں۔ اور اب جو خطرناک منصوبہ اور فتنہ آریہ سماج میں نئی تحریک **کھان پین** کے ذریعہ پیدا ہونے والا ہے۔ اس کے نتائج پر بھی غور کرنا چاہیئے۔ یہ داستان نہایت دردناک اور پُرغم ہے۔ ان آفتوں کا جو اسلام کی جمعیت کو کم کرنے کے لئے مختلف اہل مذاہب کی طرف سے آرہی ہیں پہلے ہی کمی نہ تھی۔ کہ **دجّالی فتنہ** نے ایک نئی صورت اختیار کی ہے اور یہ نہایت خطرناک ہے

جنرل بوتھ مکتی فوج کا لیڈر ہے۔ اور **مکتی فوج** یعنے عیسائی درویشوں کی جماعت دنیا کے تمام حصص میں پھیلی ہوئی ہے۔ اب اس شخص نے ایک نئی کوشش مسلمانوں کو عیسائی بنانے کی کی ہے اس نے **لارڈ مورلے وزیر ہند** سے ملاقات کرکے **ہندوستان** میں جرائم پیشہ اقوام کی اصلاح کی سکیم پیش کی ہے۔ اور لارڈ مورلے نے اس سے گہری دلچسپی کا اظہار کیا ہے وہ تجویز یہ ہے۔ کہ **پنجاب کی بار** میں گورنمنٹ مکتی فوج کے افسروں کو مختلف حصص میں اراضیات دے۔ جہاں وہ ان قوموں کو آباد کریں گے۔ اور ان میں کاشتکاری کے کام کو رواج دیکر جرائم سے بچائیں گے۔

یہ جرائم پیشہ اقوام بدقسمتی سے مسلمان ہیں بلّی وارہ وغیرہ۔ اس مقصد کے لئے انہوں نے کچھ زمین لیکر کام شروع بھی کردیا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ جرائم پیشہ اقوام میں اب جرائم کی پہلے سے بہت کمی ہو گئی ہے۔ اور فوجداری مقدمات اور جیلخانجات کی رپورٹوں سے پتہ لگتا ہے کہ اب جرائم زیادہ دوسری زمیندار قوموں میں ہو رہے ہیں۔ اور سزاؤں کی مار نے ان قوموں کو محنتی بنا دیا ہے۔ اسلئے مکتی فوج کو ان بدنام قوموں کی اصلاح میں جلدی کامیابی کا یقین ہے اسکا نتیجہ یہ ہوگا مکتی فوج کے افسروں کی کوششیں انکو جرائم پیشہ کی فہرستوں سے خارج کرائیں گی۔ اور زمینوں کے عطیے اور دوسری مہربانیاں اور بھی زیر بار احسان کریں گی اور اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ یہ لوگ آسانی کے ساتھ

مسیح کی بھیڑوں میں داخل ہو جائینگے۔

اس حالت کا اندازہ کرکے بدن پر لرزہ پڑتا ہے

[illegible] ایک شخص مرتد ہوتا

تو گویا قیامت آجاتی۔ مگر اب ہزاروں اور لاکھوں کو مرتد بنانے کی تجویزیں ہو رہی ہیں۔

اگرچہ اس میں کوئی کلام نہیں کہ قرآن مجید وعدہ دیتا ہے کہ اگر ایک مرتد ہوتا ہے۔ تو خدا تعالیٰ اسکے بدلے ایک جماعت لے آتا ہے۔ مگر یہ بڑی نادانی ہوگی اگر ہم اس طریق سے مسلمانوں کو بڑھانے کی کوشش کریں۔ اور اس امید پر لوگوں کو مرتد ہونیکا موقع دیں۔ یہ خطرہ جو مکتی فوج کی اس تجویز سے پیدا ہوا ہے مسلمانوں کے لئے نہایت قابل غور ہے۔ اور اگر اس پر غور نہ کیا گیا۔ تو مسلمان ۳۰ لاکھ آدمیوں کو اپنے ہاتھ سے عیسائی بنانے میں مدد دیں گے۔ اسواسطے ضرورت ہے کہ ابھی سے اس کے انسداد کے لئے انتظام کیا جائے۔ گورنمنٹ جس حال میں عیسائیوں کو جرائم پیشہ اقوام کی اصلاح کے لئے قطعات اراضی دینے پر آمادہ ہے تو کوئی وجہ نہیں ہوسکتی کہ اگر مسلمان اسکے متعلق کارروائی کرنیکا ارادہ کریں تو گورنمنٹ کیوں مدد دینے کو طیار نہ ہوگی۔ پس میں ان لوگوں کو جن کے دل وجگر میں اس بات کا درد ہے توجّہ دلاتا ہوں کہ وہ جرائم پیشہ اقوام کی اصلاح کے لئے اس سکیم کو اپنے ہاتھ میں لیں۔ اور گورنمنٹ سے اراضی لیکر ان قوموں کو آباد کرنیکا انتظام کریں۔

گورنمنٹ ضرور مسلمانوں کی مجموعی درخواست پر نوٹس لیگی۔ اور مسلمان اسطرح اپنے ہم قوم گرے ہوئے بھائیوں کو اُٹھانیمیں کامیاب ہوسکتے ہیں۔ اور اللہ تعالےٰ اس نیک کام میں انہیں مدد دیگا اور ایسا ہی ان خانہ بدوش اقوام میں اسلام کے ارکان کی تلقین، کے کام کو شروع کرنا چاہیئے۔ میری سمجھ میں انجمن احمدیہ کو گورنمنٹ میں ایسی درخواست پیش کرنے میں جلدی کرنی چاہیئے۔ کیونکہ اشاعت وحفاظت اسلام اسکا خاص اور اصل کام ہے۔ کیا عجب کہ اللہ تعالیٰ احمدیوں سے ہی اس کام کو لے۔ بہرحال یہ ضروری امر ہے اور اسکو سرسری نظر سے دیکھنا مناسب نہ ہوگی۔ میں تمام مسلمان احباب سے امید کرتا ہوں کہ وہ اس تحریک کو اپنے

اخبارات میں شایع کریں اور توجّہ دلائیں ۔ اور جسقدر جلد ممکن ہو اس تجویز کو عملی رنگ دینے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

(و باللہ التوفیق)

صدر انجمن کا سالانہ بجٹ

گذشتہ اشاعت میں بجٹ پر غور کرنے کیلئے ایک تمہیدی نوٹ شایع کیا گیا تہا۔ اور وعدہ کیا تہا کہ بجٹ کے شایع ہونے پر کچھ اور بہی لکھا جاویگا۔ چونکہ بجٹ شایع ہوگیا ہے۔ میں اس کے متعلق چند غور طلب امور احمدی انجمنوں کے لئے پیش کرتا ہوں۔ اگر وہ ان معاملات پر غور کرنیکے بعد میری رائے کو قابل تسلیم یقین کریں تو وہ اپنی انجمنوں میں اسکے متعلق مناسب فیصلہ کریں اور اگر اس رائے کو کمزور اور سقیم خیال کریں تو چھوڑ دیں بہرحال میں نے اپنی سمجھ کے موافق اس پر رائے زنی کی ہے۔

رپورٹ بجٹ پر نوٹ

جیسا کہ میں نے اپنے گذشتہ نوٹ میں ظاہر کیا تہا۔ خوشی کی بات ہے کہ بجٹ کے ساتھ امسال اس رپورٹ کو بھی شایع کردیا گیا ہے جو بجٹ کے متعلق بعض ضروری تبدیلیوں کا علم دیتی ہے اور اس رپورٹ میں ایک امر نہایت ہی تسلی بخش اور قابل قدر ہے کہ آئندہ **صنعتی شاخ** کی تجویز کو اختیار کرلیا گیا ہے۔ الحکم کے ناظرین اس کو بہول نہیں سکتے کہ ایک سے زیادہ مرتبہ یہ تحریک الحکم میں کی گئی تہی۔ اور زبانی بہی بعض بزرگان قوم سے اس مسئلہ پر بارہا گفتگو کی کہ مدرسہ کیساتہ ایک **صنعتی شاخ** کی ازبس ضرورت ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ اس ضرورت کو محسوس کرلیا گیا۔ اور اب اُمیّد کرنی چاہیئے۔ کہ ۱۹۱۱ء میں یہ **شاخ** خدا کے فضل سے کامیابی کیساتھ چل نکلے گی۔ اس سلسلے میں قوم کے پیشہ ور افراد لوہار۔ ترکہان (بڑہی) وغیرہ زیادہ مدد دیسکیں گے اور اپنے لڑکوں کو اس طرح انہیں قادیان رکہنے کا ایک اچھا موقع مل سکیگا۔ باقی تبدیلیوں کے متعلق جو نوٹ دیئے گئے ہیں۔ وہ انتظامی حیثیت سے قابل تسلیم اور ضروری ہیں اسلئے اس حصّہ کو چھوڑ کر بجٹ کی بعض مدّات کے متعلق ضرورتاً غور طلب حصّہ کو پیش کیا جاتا ہے۔ اُمیّد ہے اس پر پوری توجّہ ہوگی۔

آمد

(ا) آمد کے بجٹ میں صیغہ تعلیم کی بعض مدّات میں گذشتہ سال کے تجربہ آمد کی بناپر اضافہ نہیں کیا گیا۔ ان میں سے ایک **عید فنڈ** ہے گذشتہ سال اس مد سے دو ہزار روپیہ کی رقم کا اندازہ کیا گیا تہا جس میں سے صرف پندرہ سو تہتر روپیہ وصول ہوئے حالانکہ اسقدر رقم ایک ہی عید پر آنی چاہیئے۔ یہ افسوس ناک امر ہے اور قوم کو توجّہ کرنی چاہیئے۔ اگر بالالتزام دو ہزار آدمی بہی ایک عید پر چندہ دیں تو چار ہزار روپیہ کی سالانہ آمدنی ہونی چاہیئے۔ اس لئے احمدی انجمنوں کو اس معاملہ میں پہلے سے زیادہ مستعدی اور ہمّت سے کام لینا چاہیئے۔ اور چونکہ **عید الفطر** آنے والی ہے اسلئے ابھی سے وہ ایسی تحریک میں لگے رہیں تاکہ پہلی **عید** پر ہی دو ہزار روپیہ چندہ ہوجائے۔ کل انجمنوں کی تعداد میرا خیال ہے ایک سو سے کسی صورت میں کم نہیں ہے۔ بعض انجمنیں اس موقعہ پر معقول چندہ جمع کرتی ہیں۔ تاہم بالاوسط اگر ہر ایک انجمن بیس روپیہ بہی دے دو ہزار روپیہ ایک عید پر جمع ہوسکتا ہے امیّد ہونی چاہیئے کہ آئندہ اس پر توجّہ ہوگی۔

(**ب**) اشاعت اسلام کی مد میں گذشتہ سال چودہ ہزار چھہ سو روپیہ تخمینہ کیا گیا تہا۔ اور سال آئندہ کے لئے۔ جسکا بجٹ شایع کیا گیا ہے۔ صرف چودہ ہزار روپیہ تخمینہ کیا گیا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ سال گذشتہ کی کمی آمدنی یعنے چودہ ہزار چھہ کی بجائے صرف چھہ ہزار پانچسو انتالیس روپیہ کی آمد کا ہونا اس امر پر مجبور

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

بیشک خدا کریم کسی قوم کی حالت تبدیل نہیں کرتا جب تک وہ قوم اپنی حالت تبدیل نہ کرے

الحکم

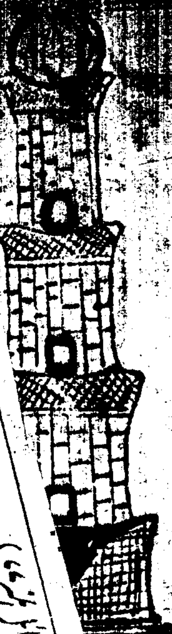
جلد ۱۴

۱۹۱۰ء

(قادیان دارالامان)

شرح قیمت ہر حال میں پیشگی

قادیان دارالامان کے کارخانہ انوار احمدیہ سے ہر انگریزی مہینے کی ۷، ۱۴، ۲۱، ۲۸ تاریخ کو شایع ہوتا ہے



انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب مالک و ایڈیٹر و پرنٹر و پبلشر چھپکر شایع ہوا

امرت دھارا امراض انسانی کی دشمن ہے اور اسی واسطے امراض مال مویشی کیواسطے بھی اکسیر ہے۔ مندرجہ ذیل چند سرٹیفکیٹ ملاحظہ ہوں

مراسلات

کتا۔ طوطا اور لڑکا

اب حال میں جو تجربہ مجھے امرت دھارا سے ہوا ہے اس کا ذکر کرتا ہوں۔ ایک کتا جس کی آنکھیں قریب قریب ایسی دھندلی تھیں کہ اچھی طرح سے دیکھ نہیں سکتا تھا صرف آواز سے ادھر ادھر جاتا تھا اس کی آنکھوں میں امرت دھارا تین چار مرتبہ لگانے سے آنکھیں اچھی ہو گئیں۔ آنکھیں پہلے دیکھنے میں سفید تھیں۔ بعد ازاں سفیدی دور ہونے سے قریب قریب اصلی حالت پر آ گئیں یہ کتا ابھی چھوٹا بچہ ہی ہے۔

میرے پاس ایک طوطا چھوٹی قسم کا ہے

جسکے داہنے بازو کے پروں میں کسی قسم کی خارش تھی جسکے سبب اس نے اپنے تمام بال نوچ دیئے تھے اور روزانہ نوچتا رہتا تھا۔ امرت دھارا لگا دینے سے بال نوچنے بند ہو گئے۔ اب اس کے پر وغیرہ جم رہے ہیں اور اچھی حالت میں آ رہا ہے امید ہے چند یوم کے لگاتار لگاتے رہنے سے بالکل اچھا ہو جاویگا اور تمام پر وغیرہ بدستور اگ آویں گے۔

ایک سو لہ سالے لڑکے کو دورہ غشی ہوتا تھا!

پہلے اس کو گذشتہ سال جبل پور میں دورہ ہوا۔ امسال یہاں وہ اس دورہ میں مبتلا ہوا۔ بیمار ہونے سے ایک منٹ قریب بلکہ اس سے کم وقت پہلے اس کے منہ سے یہ الفاظ نکلے کہ میرا سر گھومتا ہے اور زمین پر آ گرا۔ ہاتھ پاؤں میں رعشہ طاری ہو گیا۔ آنکھیں بدل گئیں۔ چہرہ کا رنگ زرد ہو گیا۔ میں نے اسی وقت بلا سوچے سمجھے امرت دھارا اس کے ناک میں ڈالدی اور پھونکنا شروع کیا۔ ۳-۴ مرتبہ کرنے سے اور ملنے سے وہ لڑکا اٹھ بیٹھا۔ ابھی اچھا ہے اور میرے پاس ہے اس کا نام سنگائی ہے اور محکمہ سروے میں میرے یہاں ملازم ہے میں نے حتے الوسع جانوروں پر آزمانے کی کوشش کر رہا ہوں۔

ایک کتے نے دو روز کچھ نہ کھایا تھا

عجب کشمکش تھی کہ اسکو کیا دیا جاوے آخر میری طبیعت میں آئی

[illegible]

کہ امرت دھارا دینی چاہیے شکر میں ملا کر زبردستی اس کے منہ میں ڈالی گئی۔ ایک گھنٹے کے بعد تھوڑے سے چاول اور روٹی کا ٹکڑا دیا۔ تھوڑا سا کھایا۔ دوسری دفعہ امرت دھارا دینے سے درست ہو گیا اور اب تک بیمار نہیں ہوا۔ میری چھ شیشیاں عرصہ ۶ ماہ میں ختم ہو رہی ہیں۔ اس کے واسطے ۱۲ شیشیوں کا آرڈر جو آپ دیا ہے۔ کاش کہ امرت دھارا کی قیمت کم ہوتی جس سے دل کھول کر جانوروں کی مدد کی جاتی۔ امید ہے کہ آپ اس تحریر کو بذریعہ اخبار برائے رفاہ عام مشتہر کریں گے۔

الراقم

بادھا کشن سنگھ انسپکٹر ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ سروے سیکشن نمبر ۲ سروے آف ٹیبا مکان نمبر ۵ رسول پورہ چھاؤنی سکندرآباد (دکن)

ایک گائے نے بچہ دیا اور آنول نہ گری

فوراً گڑ میں دس بوندیں دیدیں اور پورے ایک گھنٹہ کے بعد کل آنول گر پڑی۔

راقم۔ کانشی رام دت مدرس۔ مدرسہ پدھی۔

بیل کا سینگ ٹوٹ گیا تھا

مستے۔ حال یہ ہے کہ امرت کی دھار پہونچی میرے بیل کا سینگ ٹوٹ گیا تھا خون بند نہیں ہوتا تھا۔ امرت دھارا کے دس قطرے ڈالنے سے فوراً خون بند ہو گیا اور جس مرض کے اوپر دی جاتی ہے فوراً آرام ہو جاتا ہے۔ دراصل یہ آب حیات ہے۔

راقم۔ دلیپ سنگھ از مقام علی پور

گھوڑی کی مرض پر بھی برتا!

امرت دھارا کی شیشی میں نے صرف دو ہی منگائی ہیں اور دیگر چند اشخاص نے بھی پھر بہادر پور میں منگوائی ہیں۔ جہاں جہاں میں نے اسکو آزمایا ہے عرض کرتا ہوں۔ سر درد۔ زخم۔ سوکھی۔ درد۔ سوزاک۔ بخار۔ تلملانا۔ دردِ مسوڑھے و دانت۔ گھوڑی کے گلے میں خناق سا ہو گیا تھا دیگر دوائی کے ساتھ یہ بھی ملا کر دی گئی۔ بدہضمی گلے پڑنا بطور سرمہ استعمال کی گئی سینے سرے میں ڈالکر فی الفور آرام آ گیا۔

الراقم۔ بہرچران سنگھ خریدار نمبر ۳۱۳۷

گھوڑے کے زخم کے کیڑے ڈالتے ہی گر پڑے

میں نہایت خوشی سے اس بات کی تصدیق کرتا ہوں کہ آپ کی ایجاد کردہ امرت دھارا نہایت ہی اعلےٰ اسم بامسمےٰ دوائی ہے جس جس مرض کیواسطے میں نے اُسے اپنے عزیز دوستوں پر استعمال کیا مجرب پایا۔ خاصکر مختلف قسم کی دردیں مثلاً درد سر، درد شکم، درد کان و بدہضمی کے واسطے نہایت ہی زود اثر دوا ہے۔ عرصہ ہفتہ گذرا کہ میرے ایک گھوڑے کے پانجر میں زین کا کوئی کانٹا چبھ کر گہرا زخم ہو گیا اور آٹھ دس روز کے بعد بہت پلو (کرم) پڑ گیا۔ میں نے امرت دھارا چار پانچ قطرہ کو زخم مذکور میں ٹپکا دیا۔ بالکل بلا مبالغہ میں لکھ رہا ہوں کہ ایک سیکنڈ میں کل پلو جو بڑے تھے زمین پر گر گئے اور دو ہی چار روز میں زخم بھر آیا۔ وہ ہفتہ میں یکدم زخم اچھا ہو گیا ہر ایک تعلیمیافتہ کو ایسی مفید دوائی ہر وقت گھر میں اور باہر سفر میں موجود رکھنی چاہیے خصوصاً آپ کی امرت دھارا عیالداروں کے واسطے دیہات میں جہاں کوئی حکیم وید یا دوائیں بروقت نہیں ملتی ہوں مونس و مددگار ہے مجھے امید ہے کہ ہندوستان کے بھائی اس ویدک دوا سے ضرور فایدہ اٹھاویں گے۔

الراقم۔ راج اندر پرشاد ساہی زمیندار موضع تیرا۔

ظاہر مردہ تھا

جناب پنڈت صاحب تسلیم۔ ایک شیشی امرت کی دھارا کی بحال آئی تھی میرے نوکر کا لڑکا بعارضہ پسلی مبتلا ہوا عمر ۶ ماہ بالکل جاں کنی تسلیم ہو چکی تھی منہ بند ہو گیا تھا منہ اور ناک میں میں نے مالش کیا جو کسقدر جان بچی تھی صرف اس نے غالب پایا کہ انگلی ڈالنے سے منہ کھلنے لگا فاکسار نے بغیر کسی بدرقہ کے ایک بوند منہ میں ٹپکا دیا جس نے بادہ منہ کھسانے لگا۔ ایک بوند ماں کے دودھ میں ڈالا گیا جس سے کچھ ہاتھ پیر ہلانے لگا قصہ کوتاہ ایک گھنٹہ میں چار بوند ۱۵ منٹ بعد دی گئی یہ چوتھی خوراک کے بعد اچھی طرح ماں کا دودھ پیا اور مالش کر کے روئی بھی درد پر باندھی تھی چار روز ہوئے بہت اچھا ہے۔ ہم آدمی کو بحالت بخار جو بغیر جاڑے کے آیا تھا اور گرمی سے بے چین تھا۔ پہلی خوراک مصری کے شربت ایک اونس کے قریب میں ۵ بوند دیا بے چینی رفع ہوئی دوسری خوراک ایک گھنٹہ یا دو گھنٹہ بعد گرم پانی سے دیا فوراً پسینہ آ گیا اور بخار جاتا رہا۔ واقعی امرت کی دھارا انمول جوہر ہے سر درد تو فوراً جاتا ہے۔ دس پندرہ کو لگایا گیا فوراً فایدہ ہوا ایک آدمی کو داڑھ کے درد میں فایدہ ہوا دو عورتوں کو بلا کے تیل کے ساتھ ۶ روز کے استعمال سے بہرہ پن صاف ہو گیا اب شیشی ختم ہے اتنی آب حیات ہے اور منگوا کر ہمیشہ قول رکھنے کے ہے۔

الراقم۔ عبدالکریم کنسٹبل رائے پور مودہا۔ بابا

خط و کتابت و تار کا پتہ امرت دھارا لاہور لکھنا کافی ہے

انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب مالک ایڈیٹر پرنٹر پبلشر چھپ کر شایع ہوا۔